

6 ایس۔سی۔آر سپریم کورٹ رپورٹس 1964

بالکل

بنام

کملا واٹی اور دیگران۔

27 جنوری 1964

کے۔سباراؤ اور جے۔آر۔مدھوکر جسٹسز

مشترکہ جائیداد فروخت کرنے کے لئے مینجنگ کا معاہدہ۔ حکم ملنے پر تعمیل مختص کا جب حکم دیا گیا۔ ہندو قانون۔ مشترکہ خاندان۔

اپیل گزار نے ایک مشترکہ ہندو خاندان کی جائیداد کی خریداری کے لئے کارتا کے ساتھ معاہدہ کیا۔ یہ جائیداد زمین کے ایک بڑے ٹکڑے میں خاندان سے تعلق رکھنے والے جزوی حصے پر مشتمل تھی۔ کارتا کو بیع نامہ رقم ادا کی گئی۔ چونکہ کارتا نے فروخت کے دستاویز پر عمل درآمد نہیں کیا تو اپیل کنندہ نے تعمیل مختص کے لئے مقدمہ قائم کیا۔ دیگر ارکان جو کارتا کے بھائی ہیں اور جو معاہدے کے وقت بالغ تھے، انہیں بھی مقدمے میں مدعا علیہ کے طور پر شامل کیا گیا تھا۔ مقدمے کی اس بنیاد پر مخالفت کی گئی کہ اس کی کوئی قانونی ضرورت نہیں ہے اور فروخت کا معاہدہ خاندان کے فائدے کے لئے نہیں ہے۔ ٹرائل کورٹ کے ساتھ ساتھ ہائی کورٹ نے بھی ان دلیلوں کو برقرار رکھا۔

اس عدالت کے سامنے یہ دلیل دی گئی تھی کہ اگرچہ اس کی کوئی قانونی ضرورت نہیں ہے لیکن یہ لین دین خاندان کے فائدے کے لئے ہے جو ایک دانشمند مالک کی حیثیت سے خاندان کے فائدے کے لئے کرنے کا حق دار ہے۔

منعقد: (1) کسی لین دین کو خاندان کے فائدے کے طور پر سمجھنے کے لئے ضروری نہیں کہ یہ صرف دفاعی نوعیت کا ہو، بلکہ خاندان کے فائدے کے لئے کیا لین دین ہوگا اس کا انحصار ہر معاملے کے حقائق اور حالات پر ہوگا۔ ہر معاملے میں عدالت کو اس کے سامنے موجود مواد سے مطمئن ہونا ضروری ہے کہ وہ دراصل ایسا ہی تھا یا ضروری طور پر اس سے توقع کی جاتی تھی کہ وہ خاندان کو اس وقت فائدہ پہنچائے گا جس وقت اس میں داخل کیا گیا تھا۔

(ii) جو اینٹ فیملی پراپرٹی کا کوئی بھی حصہ نیچر کے ذریعہ خاندان کو مبینہ فائدے کی بنیاد پر الگ نہیں کیا جاسکتا ہے یا اس سے الگ ہونے پر اتفاق نہیں کیا جاسکتا ہے جب خاندان کے آڈٹ ممبروں کی طرف سے لین دین کی مخالفت کی جاتی ہے۔

(iii) موجودہ کیس میں مدعی کی طرف سے مناسب درخواستیں نہیں اٹھائی گئیں اور نہ ہی ضروری ثبوت پیش کیے گئے۔ مخصوص کارکردگی کی منظوری ہمیشہ عدالت کی صوابدید میں ہوتی ہے۔ کیس کے حقائق اور موقف میں مندرجہ ذیل عدالتوں نے مخصوص کارکردگی کا حکم دینے سے انکار کیا اور اپیل خارج کر دی گئی۔

جلت نارائن بنام متھرا داس، I.L.R 50 All.969، ہونومن پرساد پانڈے بمقابلہ بابوئی منراج کونواری، (1856)6 Moo.I.A 393، ساہورام چندر بمقابلہ بھوپ سنگھ، I.L.R 39 All.437، پلانیپا چٹھی بمقابلہ شری متھ دیا سیکھونی پنڈرا سادھی، 44I.A 147، سینٹل پرساد سنگھ بمقابلہ اجاب لال مندر، آئی ایل آر 18 صفحہ 306 اور اے۔وی۔واسودیون اور دیگران نابالغ کے معاملے میں۔ اے آئی آر 1949ء میں مدراس 260 کا حوالہ دیا گیا۔

دیوانی اہیلیٹ دائرہ اختیار: 1962 کی دیوانی اپیل نمبر 7۔

پنجاب ہائی کورٹ کے 14 اکتوبر 1957ء کے فیصلے اور فرمان کے خلاف آر۔ایف۔اے۔نمبر 1950، 219ء میں اپیل۔

درخواست گزار کی طرف سے این۔سی۔چٹرجی، ایچ۔ایل۔متل، ایس۔ایس۔کھنڈوجا اور گنپت۔رائے شامل ہیں۔

جواب دہندگان نمبر 1-12 کے لئے رام لوبایا اور ایس۔ڈی۔سیکھری۔

جواب دہندگان نمبر 13-15 کے لئے ایس۔کے۔مہتا اور کے۔ایل۔مہتا۔

27 جنوری 1964ء کو عدالت کا فیصلہ سنایا گیا۔

دھولکر جسٹس: یہ مدعی کی جانب سے ریاست پنجاب میں بٹالہ کے علاقے موزہ فیض پور میں مخصوص کھیتوں میں زمین کے 3/20 ویں حصے کی فروخت کے ٹھیکے کی مخصوص کارکردگی پر مقدمہ خارج کرنے کی اپیل ہے۔ انہوں نے یہ مقدمہ بٹالہ کے سب جج فرسٹ کلاس کی عدالت میں دائر کیا تھا، جس نے اسے مکمل طور پر خارج کر دیا تھا۔ اپیل پر پنجاب ہائی کورٹ نے مخصوص کارکردگی پر مدعی کے دعوے کو مسترد کرنے کو برقرار رکھتے ہوئے ایک معاملے کے حوالے سے ٹرائل کورٹ کے حکم نامے میں ترمیم کی۔ اس ترمیم کے ذریعے ہائی کورٹ نے مدعا علیہان کو حکم دیا کہ وہ مدعی کو وہ رقم واپس کریں جو اس نے پنڈی داس کے ساتھ

فروخت کا معاہدہ کرتے وقت ادا کی تھی۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ پنڈی داس ہائی کورٹ میں اپیل زیر التوا ہونے کے دوران فوت ہو گئے تھے اور اس لئے ان کی جگہ ان کے قانونی نمائندوں کو شامل کیا گیا تھا۔ مخصوص کارکردگی کے لئے اپنے دعوے کو مسترد کرنے سے ناراض مدعی آئین کے آرٹیکل 133 کے تحت ہائی کورٹ کی طرف سے منظور کردہ ٹیٹول کیٹ کے ذریعہ اس عدالت میں آیا ہے۔

متعلقہ حقائق یہ ہیں:

مدعی کا خسرہ نمبر 494، 495، 496، 497، 1801/501، 1800/501 اور 529 میں 79/120 واں حصص کا مالک تھا جو بٹالہ کے موزہ فیض پور میں 1943-44 کی زمبندی میں دکھایا گیا تھا۔ یکم اکتوبر 1943 کو انہوں نے دیوی سہائی کی اس زمین کا 23/120 واں حصہ خریدا۔ اس طرح وہ اس زمین کے 17/20 ویں حصے کا مالک بن گیا۔ بقیہ 3/20 واں حصہ مشترکہ ہندو خاندان کا ہے جس کے منیجر پنڈی داس تھے اور ان کے بھائی حویلی رام، کھیم چند اور ستیہ پال ممبر تھے۔ مدعی کے مطابق انہوں نے دیوی سہائی سے خریدی گئی زمین کے لئے 175 روپے فی مرلہ ادا کیے۔ اپنی گرفت کو مستحکم کرنے کے لئے، مدعی پنڈی داس اور اس کے بھائیوں کے مشترکہ خاندان کے پاس موجود 3/20 واں حصہ حاصل کرنا چاہتا تھا۔ لہذا انہوں نے اس معاملے میں پنڈی داس سے رابطہ کیا اور پنڈی داس نے فیملی کا 3/20 واں حصہ 250 روپے فی مرلہ کے حساب سے فروخت کرنے پر رضامندی ظاہر کی۔ اس سلسلے میں یکم اکتوبر 1945ء کو پنڈی داس کے ساتھ معاہدہ کیا گیا اور انہیں 100 روپے بطور اربیعانہ رقم ادا کیے گئے۔ چونکہ خاندان کا منیجر اپنے حق میں فروخت کی دستاویز پر عمل درآمد کرنے میں ناکام رہا، مدعی نے مقدمہ قائم کیا اور پنڈی داس اور اس کے بھائیوں کو اس میں فریق بنایا۔

تمام مدعا علیہان نے اس مقدمے کی مخالفت کی۔ پنڈی داس نے اعتراف کیا کہ انہوں نے یکم اکتوبر 1945 کو مدعی کو کچھ زمین فروخت کرنے کا معاہدہ کیا تھا اور 100 روپے کی رقم وصول کی تھی۔ تاہم ان کے مطابق یہ معاہدہ زمین سے متعلق نہیں بلکہ زمین کے ایک اور ٹکڑے سے متعلق تھا۔ انہوں نے مزید استدعا کی کہ انہیں اپنے بھائیوں کی جانب سے معاہدہ کرنے کا کوئی حق نہیں ہے جو مقدمے میں مدعا علیہ 2 سے 4 ہیں اور اب ہمارے سامنے 13 سے 15 مدعا علیہان ہیں۔ مدعا علیہان 2 سے 4 نے کسی معاہدے کی موجودگی سے انکار کیا اور مزید استدعا کی کہ اگر پنڈی داس مشترکہ خاندان کا کارتا ثابت ہو جاتا ہے اور اس کے مطابق زمین فروخت کرنے پر رضامند ہو جاتا ہے تو بھی یہ لین دین ان پر واجب نہیں ہے کیونکہ فروخت خاندان کے فائدے کے لئے نہیں تھی اور نہ ہی اس فروخت کی کوئی ضرورت تھی۔ مندرجہ ذیل عدالتوں نے

مدعی کے حق میں پایا ہے کہ پنڈی داس نے مقدمے میں خاندان کی زمین کے 3/20 ویں حصے کی فروخت کے لئے اس کے ساتھ معاہدہ کیا تھا اور 100 روپے وصول کیے تھے۔ لیکن ان کا ماننا تھا کہ یہ معاہدہ خاندان پر لازم نہیں تھا کیونکہ فروخت کی کوئی ضرورت نہیں تھی اور یہ معاہدہ خاندان کے فائدے کے لیے نہیں تھا۔

جناب این سی چٹرجی کی جانب سے مدعی کے لئے ہمارے سامنے اس بات پر کوئی اختلاف نہیں ہے کہ مدعا علیہاں خوشحال حالات میں لوگ ہیں اور فروخت کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ لیکن ان کے مطابق، مطلوبہ فروخت خاندان کے لئے اس حد تک فائدہ مند تھی کیونکہ مدعا علیہاں کے لئے زمین میں اپنے جزوی حصے کا کوئی استعمال کرنا ایک عملی تجویز نہیں تھی اور، لہذا، اسے رقم میں تبدیل کر کے خاندان کو فائدہ اٹھانا پڑا۔ انہوں نے مزید نشاندہی کی کہ لین دین کی تاریخ پر زمین کی قیمت 175 روپے فی مرلہ تھی، صرف مدعی نے معاہدے کے تحت اسے 250 روپے فی مرلہ میں خریدنے پر رضامندی ظاہر کی تھی۔ ان کی دلیل کا خلاصہ یہ تھا کہ ایک مشترکہ ہندو خاندان کے مینجر کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ خاندانی جائیداد کو نہ صرف دفاعی مقصد کے لیے فروخت کر سکتا ہے بلکہ جہاں حالات ایسے بھی ہوں کہ جائیداد کا عقلمند مالک اسے اس غور و فکر کے لیے الگ تھلگ کر دے جسے وہ مناسب سمجھتا ہے۔

اپنی دلیل کی حمایت میں انہوں نے تین فیصلوں پر انحصار کیا ہے۔ ان میں سے پہلا جگت نارائن بنام متھر اداس ہے۔ یہ اس ہائی کورٹ کی فل بنچ کا ایک فیصلہ ہے جس میں ایک مشترکہ ہندو خاندان کے مینجر کے ذریعہ کیے گئے تبادلوں کے حوالے سے "جائیداد کا فائدہ" کی اصطلاح کے معنی اور مضمرات پر غور کیا گیا تھا۔ فاضل ججوں نے بڑی تعداد میں فیصلوں کا جائزہ لیا، جن میں ہنومن پرساؤ دپانڈے بنام بابوئی منراج کونوری (1856) 6 Moo. I.A. 393۔ ساہورام چندر بمقابلہ بھوپ سنگھ (آئی ایل آر 39، 969 All.) اور پلانیپا چٹھی بمقابلہ شری متھ دیواسی کامونی پانڈرا سندھی (44 آئی اے 147) اور ان کا ماننا ہے کہ جائیداد کو فائدہ پہنچانے کے اصول پر جائز لین دین صرف ان تک محدود نہیں ہے جو دفاعی نوعیت کے ہیں۔ ہائی کورٹ کے مطابق اگر لین دین اس طرح کا ہوتا ہے کہ جائیداد کا عقلمند مالک ان حالات کی روشنی میں داخل ہوتا جو اس وقت اس کے علم میں تھے، حالانکہ مینجر سے درکار دانشمندی کی حد جائیداد کے واحد مالک کی توقع سے کچھ زیادہ ہوگی۔ اس معاملے کے حقائق جو ہائی کورٹ نے پائے وہ یہ تھے:

خاندان کے بالغ مینجروں کو بجنور سے 18 یا 19 میل دور جائیداد کو برقرار رکھنا بہت تکلیف دہ اور خاندان کے مفادات کے تعصب کی وجہ سے تھا، جس کی انتظامیہ کو ان میں سے کوئی بھی ممکنہ طور پر توجہ نہیں دے سکتا تھا، کہ انہوں نے اس جائیداد کو فروخت کرنے اور آمدنی کے ساتھ دیگر جائیداد خریدنے کو جائیداد کے

فائدے کے لئے سمجھا۔ یہ کہ انہوں نے حقیقت میں اس جائیداد کو بہت فائدہ مند شرائط پر فروخت کیا تھا، کہ اس بات کی نشاندہی کرنے کے لئے کچھ بھی نہیں ہے کہ لین دین منافع بخش نتیجے پر نہیں پہنچے گا۔" (صفحہ 979).....

ہمیں اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ کسی لین دین کو خاندان کے لئے فائدہ مند سمجھنے کے لئے ضروری نہیں کہ یہ صرف دفاعی نوعیت کا ہو۔ لیکن خاندان کے فائدے کے لئے کیا لین دین ہوگا اس کا انحصار لازمی طور پر ہر معاملے کے حقائق پر ہونا چاہئے۔ فل بنچ کے سامنے پیش کیے گئے معاملے میں خاندان کے دونوں مینجروں کو جائیداد کا انتظام سنبھالنے میں بالکل بھی دشواری کا سامنا کرنا پڑا، جس کا نتیجہ بظاہر یہ نکلا کہ خاندان کو نقصان اٹھانا پڑا تھا۔ ایسی جائیداد فروخت کرنا، اور وہ بھی فائدہ مند شرائط پر، اور فروخت سے حاصل ہونے والی رقم کو منافع بخش طریقے سے سرمایہ کاری کرنا یقینی طور پر خاندان کے لئے فائدہ مند سمجھا جاسکتا ہے۔ موجودہ معاملے میں بد قسمتی سے ایسا کچھ بھی نہیں ہے جس سے یہ پتہ چلے کہ پنڈی داس نے جائیداد فروخت کرنے پر رضامندی ظاہر کی کیونکہ اسے اس کا انتظام کرنے میں دشواری کا سامنا کرنا پڑا یا اس لئے کہ اس نے پایا کہ جائیداد کو برقرار رکھنے سے خاندان کو نقصان ہو رہا ہے۔ اور نہ ہی اس بات کی نشاندہی کرنے کے لئے کچھ ہے کہ فروخت سے حاصل ہونے والی رقم کو کسی منافع بخش طریقے سے سرمایہ کاری کرنے کا خیال تھا۔ درحقیقت اس بات کا کوئی الزام نہیں ہے کہ اس فروخت پر کسی دانشمندی سے غور کیا جا رہا تھا۔ صرف اتنا کہا جاتا ہے کہ خاندان کی ملکیت والی زمین میں خاندان کے حصے کا حصہ اس زمین کے مقابلے میں بہت کم ہے جو مدعی کے پاس لین دین کی تاریخ پر تھی۔ لیکن دیوی سہائی سے 23/120 ویں حصص کے مدعی کی طرف سے خریداری سے پہلے بھی ایسا ہی ہوا تھا۔ اس بات کی نشاندہی کرنے کے لئے کچھ بھی نہیں ہے کہ زمین میں ان کے حصے کے مقابلے میں خاندان کی حیثیت کسی بھی طرح سے تبدیل ہوگئی تھی کیونکہ زمین میں بقیہ 17/20 واں حصہ صرف مدعی کی ملکیت بن گیا تھا۔ لہذا الہ آباد معاملے میں جو رائے اختیار کی گئی ہے اس پر بھی مدعی اس مقدمے میں کامیابی کی امید نہیں کر سکتا۔

اگلا معاملہ سینٹل پرساد سنگھ بنام اجاب لال مندر (آئی ایل آر 18 پی اے ٹی 306) ہے۔ یہ ایک ایسا معاملہ تھا جس میں غور کے لئے اٹھنے والے سوالات میں سے ایک یہ تھا کہ ایک مینجروں کو نئی جائیداد کے حصول کے لئے مشترکہ خاندانی جائیداد کے ایک حصے کو الگ کرنے کا اختیار تھا۔ اس صورت میں بھی ایک مشترکہ ہندو خاندان کے مینجروں کے ذریعہ کیے گئے لین دین پر لاگو ہونے والے ٹیسٹ کو ایک ہی قرار دیا گیا تھا، یعنی کیا لین دین ایسا تھا جس میں ایک عقلمند مالک جائیداد کو فائدہ پہنچانے کے لئے انتظام کے عام کورس میں داخل

ہوگا۔ الہ آباد معاملے میں اختیار کیے گئے نقطہ نظر کی پیروی کرتے ہوئے فاضل ججوں نے یہ بھی کہا کہ "جائیداد کا فائدہ" کا لفظ محض زبردست ضرورت سے کہیں زیادہ وسیع معنی رکھتا ہے اور یہ خالص طور پر دفاعی نوعیت کے لین دین تک محدود نہیں ہے۔ اپنے فیصلے کے دوران ہیریسی جے نے صفحہ 311 پر کہا:

..... ایک مشترکہ ہندو خاندان کا کارتا صرف ایک مینیجر ہے اور مطلق مالک نہیں ہے، ہندو قانون نے قانون کے دیگر نظاموں کی طرح، مشترکہ خاندان کی ملکیت والی جائیداد کو الگ کرنے کے لئے اس کے اختیارات پر کچھ حدود عائد کی ہیں۔ تاہم، ہندو قانون دینے والے ان کے اقتدار پر ایسی کوئی پابندی لگانے کا ارادہ نہیں کر سکتے تھے جس سے وہ خاندان کے حالات کو بہتر بنانے کے لئے کچھ بھی کرنے سے نااہل ہو جائیں۔ کرتا پر صرف معقول حد یہ عائد کی جاسکتی ہے کہ وہ سمجھداری کے ساتھ کام کرے، اور دانشمندی کا مطلب احتیاط کے ساتھ ساتھ دورانہ لیشی بھی ہے اور جلد بازی، لاپرواہی اور من مانی طرز عمل کو خارج کرتا ہے۔"

اس بات کا مشاہدہ کرنے کے بعد کہ مینیجر کی جانب سے کیا گیا لین دین قیاس آرائی کی نوعیت کا نہیں ہونا چاہئے، فاضل چیف جسٹس نے ریمارکس دیئے:

تاہم، غیر معمولی حالات میں، عدالت نئی جائیداد کے حصول کے لئے ایک کارتا کے ذریعہ مشترکہ خاندان کی جائیداد کے ایک حصے کو الگ کرنے کو برقرار رکھے گی، مثال کے طور پر، جہاں مشترکہ خاندان کے تمام بالغ ارکان اپنے پاس دستیاب علم کے ساتھ اور خاندان کے وسائل اور ضروریات کے بارے میں تمام ضروری معلومات رکھنے والے اس بات پر قائل ہیں کہ نئی جائیداد کی مجوزہ خریداری عوام کے فائدے کے لئے ہے۔ اسٹیٹ "۔

ان مشاہدات سے یہ واضح ہوتا ہے کہ جہاں بالغ افراد موجود ہیں وہاں فیصلہ صرف خاندان کے مینیجر کا نہیں بلکہ مینیجر سمیت خاندان کے تمام بالغ ممبروں کا ہونا چاہئے۔ ہمارے سامنے اس معاملے میں جب معاہدہ ہوا تو پنڈی داس کے سبھی بھائی بالغ تھے۔ ایسی کوئی تجویز نہیں ہے کہ وہ لین دین سے اتفاق کرتے ہیں یا اس کے بارے میں مشورہ کیا گیا تھا یا یہاں تک کہ لین دین کے بارے میں جانتے تھے۔ لہذا اگر ہم سمجھتے ہیں کہ فاضل چیف جسٹس کا نظریہ درست ہے تو اس سے مدعی کو کوئی فائدہ نہیں ہوگا کیونکہ یہاں کے حقائق فاضل چیف جسٹس کے خیالات سے مختلف ہیں۔ دوسرے جج منوہر لال جے جو اس فیصلے میں فریق تھے، نے بھی کم و بیش یہی رائے اختیار کی۔

تیسرا معاملہ اے ٹی واسودیون اور دیگر نابالغوں کے معاملے میں ہے (اے آئی آر 1949 مدراس

(260)۔ وہاں ہائی کورٹ کے ایک جج نے کہا کہ مشترکہ ہندو خاندان کا مینیجر مشترکہ خاندان پر اپنی کو الگ کرنے کا مجاز ہے اگر یہ جائیداد کے لئے واضح طور پر فائدہ مند ہے حالانکہ لین دین کو جائز ٹھہرانے کی کوئی قانونی ضرورت نہیں ہے۔ ان خیالات کا اظہار تھرو ویٹنگڈ امڈلیار نامی ایک شخص کی جانب سے لیٹرز پیٹنٹ کی شق 17 کے تحت اپنے پانچ نابالغ بیٹوں کی مشترکہ خاندانی جائیداد کا سرپرست مقرر کرنے اور اس جائیداد کی فروخت کی منظوری کے لیے دائر درخواست پر سماعت کرتے ہوئے کیا گیا۔ درخواست گزار جو فیملی کا کارتا تھا، اس کے علاوہ پانچ نابالغ بیٹوں، دو بالغ بیٹوں، اس کی بیوی اور غیر شادی شدہ بیٹی کے پاس کفالت کا حق تھا۔ اس طرح ان کی درخواست کے سلسلے میں فاضل جج نے اس معاملے پر غور کیا اور اس نقطہ نظر سے فیصلہ الگ الگ ہے۔ تاہم، یہ ایک حقیقت ہے کہ فاضل جج نے واضح طور پر رائے کا اظہار کیا ہے کہ منیجر کے پاس مشترکہ خاندان کی جائیداد فروخت کرنے کا اختیار ہے اگر وہ مطمئن ہے کہ لین دین خاندان کے فائدے کے لئے ہوگا۔ اس نتیجے پر پہنچنے کے لئے انہوں نے بنیادی طور پر وینکٹ سباراؤجے کے سیلپا بمقابلہ سپن (اے آئی آر 1937 مدراس 496) میں اپنائے گئے نقطہ نظر پر مبنی ہے۔ یہ ایک ایسا معاملہ تھا جس میں غور طلب سوال یہ تھا کہ کیا گھر کی خریداری کے لئے مشترکہ خاندان کی جائیداد کو گروی رکھنے پر قرض لینا خاندان پر لازم قرار دیا جاسکتا ہے کیونکہ لین دین خاندان کے لئے فائدہ مند تھا۔ یہ کہتے ہوئے کہ لین دین خاندان کے فائدے کے لئے ہونا ضروری نہیں ہے، فاضل ججوں نے ان کے سامنے موجود شواہد کی بنیاد پر کہا کہ یہ خاص لین دین خاندان کے فائدے کے لئے ہونے والے ثبوتوں سے ثابت نہیں ہوا تھا۔

اس طرح، جیسا کہ ہم پہلے ہی کہہ چکے ہیں، کسی لین دین کو خاندان کے فائدے کے طور پر سمجھا جانا ضروری ہے، اس کے لئے یہ دفاعی نوعیت کا نہیں ہونا چاہئے تاکہ خاندان پر پابند ہو۔ ہر معاملے میں عدالت کو اس بات سے مطمئن ہونا چاہیے کہ یہ دراصل اس طرح کا تھا یا اس سے توقع کی جاتی تھی کہ جس وقت اس میں داخل کیا گیا تھا اس وقت اس سے خاندان کو فائدہ پہنچے گا۔ ہم نے نشاندہی کی ہے کہ عرضی میں یہ الزام بھی نہیں ہے کہ لین دین ایسا تھا جو پنڈی داس کے ذریعہ داخل ہونے کے وقت خاندان کے لئے فائدہ مند سمجھا جاتا تھا۔ اس کے علاوہ ہمارے پاس یہ حقیقت ہے کہ یہاں خاندان کے بالغ ممبروں نے تعمیل مختص کے لئے مدعی کے دعوے کی سختی سے مخالفت کی ہے اور ہمیں کوئی شک نہیں ہے کہ اگر وہ مطمئن ہوتے کہ لین دین خاندان کے لئے فائدہ مند تھا تو وہ ایسا نہیں کرتے۔ یہ ممکن ہے کہ جس زمین کو فروخت کرنے کا ارادہ کیا گیا تھا اس وقت تک اس کی قیمت میں اضافہ ہو چکا تھا اور یہی وجہ ہے کہ خاندان کے دیگر افراد مدعی کے دعوے کو چیلنج کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ خاندان کے بالغ افراد کو یہ کہنے کا حق حاصل ہے کہ خاندان کی

جائیداد کا کوئی بھی حصہ مینیجران سے مشورہ کیے بغیر خاندان کو مبینہ فائدہ پہنچانے کی بنیاد پر اس سے الگ یا راضی نہیں ہو سکتا ہے۔ یہاں، جیسا کہ پہلے ہی کہا جا چکا ہے، ایسی کسی مشاورت کا کوئی الزام نہیں ہے۔ ان حالات میں ہمیں یہ ماننا ہوگا کہ مندرجہ ذیل عدالتوں نے تعمیل مختص کے لئے مقدمہ خارج کرنے میں صحیح فیصلہ کیا تھا۔ ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ تعمیل مختص دینا ہمیشہ عدالت کی صوابدیدی میں ہوتا ہے اور ہمارے خیال میں اس طرح کے معاملے میں عدالت مخصوص کارکردگی سے انکار کر کے اپنے صوابدیدی حق کا استعمال کرے گی۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ پنڈی داس خود اس معاہدے کے پابند تھے جو انہوں نے کیا ہے اور مدعی مخصوص ریلیف ایکٹ کی دفعہ 15 سے فائدہ اٹھانے کا حقدار ہوگا جو اس طرح چلتا ہے:

"جب معاہدے کا کوئی فریق اپنے پورے حصے کو انجام دینے سے قاصر ہو، اور جس حصے کو بغیر کارکردگی کے چھوڑ دیا جائے وہ پورے کا کافی حصہ بنتا ہے، یا رقم میں معاوضے کا اعتراف نہیں کرتا ہے، تو وہ تعمیل مختص کے لئے فرمان حاصل کرنے کا حقدار نہیں ہے۔ لیکن عدالت، دوسرے فریق کے مقدمے میں، کوتاہی سکر نے والے فریق کو ہدایت دے سکتی ہے کہ وہ معاہدے کے اپنے حصے کا اتنا حصہ خاص طور پر انجام دے جتنا وہ انجام دے سکتا ہے، بشرطیکہ مدعی مزید کارکردگی کے تمام دعوے چھوڑ دے، اور یا تو کوتاہی کے لئے، یا مدعا علیہ کی کوتاہی کے ذریعہ اس کے ذریعہ ہونے والے نقصان یا نقصان کے لئے معاوضے کا پورا حق چھوڑ دے۔"

تاہم ہمارے سامنے موجود کیس میں مدعی کی جانب سے یہ دعویٰ نہیں کیا گیا ہے کہ وہ جائیداد میں صرف پنڈی داس کے مفاد کے خلاف حکم نامے کے حصول کے لیے پوری رقم ادا کرنے کو تیار ہے۔ نتیجے میں اپیل ناکام ہو جاتی ہے اور اخراجات کے ساتھ خارج کر دی جاتی ہے۔

اپیل خارج کر دی گئی۔